انسانِ کامل کے مقام تک رسائی

(افکارِ سلطان باھوؒ اور ڈاکٹر محمد اقبالؒ کی روشنی میں)

Approach to the Status of Perfect Man

(In the Light of thoughts of Sultan Bahū and Dr Muhammad Iqbal)

Muhammad Nawaz
PhD, Scholar, Arabic and Islamic Studies Department, Govt. College University, Lahore: suffinawaz92@gmail.com
Muhammad Sarfaraz Khalid
Associate Professor, Arabic and Islamic Department, Lahore Garrison University, Lahore:dr.sarfrazkhalid@lgu.edu.pk

Abstract

Sultan Bahū (RA) (1629-1692) was a great Muslim scholar sufi poet and saint whereas Dr. Muhammad Iqbal (1877-1938) was also a great Muslim thinker, philosopher and poet. Both the personalities have amply explained in their writings the way to perfection in the light of Qur'an and Sunnah. This research focusses the concept of a perfect man in the light of works of these two personalities. The views of both the scholaers have been discussed, analyzed and compared about the matter. Examples from their works ie poetry have been sected to elaborate their point of view to becom e a perfect man. In the views of Sultan Bahū and Dr. Muhammad Iqbal, a man cannot achieve the level of perfection until he is true to faith in Tawḥid (Oneness of Allah) and Risalat (last Prophethood of Holy Prophet Muhammad PBUH), strongly hold to Islamic beliefs and tenets, to cling the pillars of Islam, be obedient to commands of Allah and His Prophet, following the ethical principles of Islam. To Sultan Bahū (RA), the declaration that "there is no god but Allah and Muhammad (PBUH) is His Messenger" causes one to attain gnosis. Sultan Bahū (RA) claims that a person who adheres to five fundamentals of Islam is bestowed with five spiritual treasures. Whereas Commitment to Pillars of Islam keeps a person on pious track, according to Dr. Muhammad Iqbal.

Keywords: Perfect man, Works, Sultan Bahū, Dr Muhammad Iqbal

خالق کائنات جل مجدہٗ نے وجودِ انسانی کو اپنے دستِ قدرت سے خلق کر کے اس میں اپنی طرف سے خاص روح ڈالی۔ اس کے اعضاء وجوارح کو کمال اعتدال و توازن سے تشکیل دیا اور اسے عمدہ و خوبصورت شکل و صورت عطا کی۔ اسے سمع و بصر، حسِ ذائقہ، نطق و بیان اور قدرت جیسے خواص سے مزین کیا۔ تخلیقی مراحل میں عقل و فہم کی قوتیں، تسخیر کائنات کے حوصلے اور حکمرانی کی امنگیں بھی اس میں یکجا کر دیں۔ علاوہ ازیں اس میں برائی اور اچھائی کی رغبت ڈال کر دنیا کے کارخانۂ حیات میں آباد کیا تاکہ آزمایا جائے کہ ان میں کون ہیں؟ جو اپنی نفسانی خواہشات کے غلام بن کر شیطانی راہ اختیار کرتے ہیں اور کون ہیں جو غور و فکر کی قوتوں کو بروئے کار لا کر حق تعالیٰ کے بتائے ہوئے صراطِ مستقیم پر قائم رہتے ہیں اور ایمان و ایقان اپنا کر جہد مسلسل کرتے ہوئے صالح اعمال بجالاتے ہیں اور تکمیل کے مراحل سے گزر کر کامل مؤمن (انسانِ کامل) کے مقام پر فائز ہوتے ہیں۔ یعنی حیاتِ انسانی کا مقصد مؤمن کامل کے مقام تک رسائی پانا ہے۔

نسلِ انسانی کا آغاز حق تعالیٰ کے پہلے خلیفہ و پیغمبر آدم علیہ السلام کی ذریّت سے ہوا مگر رفتہ رفتہ نفسانی و شیطانی خواہشات کے غلبہ نے انسانوں کو ہوس و شہوت، کفر و شرک اور ظلم و بربریت جیسے گھناؤنے جرائم میں مبتلا کر کے دینِ حق سے دور کر دیتا نیز انہیں ہوس و اقتدار، مادی و شہوانی جذبات کے یعوق و نسر اور لات و منات کے بت گمراہ کر دیتے اور جب وہ نور توحید سے دور ہو جاتے تو کوئی انسانِ کامل نوح و خلیل اور کلیم (علیہم السلام) محمد ﷺ کی صورت میں آگے بڑھتا، گمراہوں کی سرکوبی کر دی جاتی اور اتباع کرنے والوں کو صفات حمیدہ سے مزین کر کے مومن کامل کے مقام کی راہ دکھا دیتا۔ یہ سلسلہ خاتم الرسل محمد مصطفیٰ ﷺ کے بعد ائمۃ الھدیٰ، صحابہ کرامؓ، اولیاء اللہ اور علمائے عامل نے بھی جاری رکھا اور طالبان حق کے لیے شریعتِ اسلامیہ کی روشنی میں ضعفِ ایمان و ایقان اور بدعملی سے نکل کر مؤمن کامل (انسانِ کامل) کے مقام پر فائز ہونے کی راہوں کو وا کیا، انہی صاحبانِ علم و فضل میں سلطان باہوؒ (1679ء-1692ء) اور شاعر مشرق علامہ ڈاکٹر محمد اقبال (1877ء-1938ء) کا شمار ہوتا ہے۔ ذیل کی سطور میں ڈاکٹر محمد اقبالؒ اور سلطان باہوؒ کے ان افکار کا تقابلی جائزہ پیش کیا گیا ہے جن پر کاربند ہو کر ایک انسان کے لیے انسانِ کامل کے مرتبہ تک رسائی پانا ممکن ہے۔

توحید و رسالت پر ایمان:

سلطان باہوؒ نے اپنی نثر و نظم تصانیف میں قرآن و حدیث اور اپنے روحانی تجربات کی روشنی میں انسان سے انسانِ کامل (مردِ مومن) کے مقام تک تمام ارتقائی مدارج کو وضاحت سے بیان کیا ہے۔ ڈاکٹر محمد اقبالؒ مردِ مؤمن

کے مقام تک پہنچنے کے لیے سلطان باہوؒ کے "نظریہ انسانِ کامل" سے متفق نظر آتے ہیں۔ ڈاکٹر محمد اقبالؒ کے افکار سے یہ بات عیاں ہو جاتی ہے کہ ان کے نزدیک بھی مردِ مؤمن یا انسانِ کامل کے مقام تک رسائی کے لیے اسلامی عقائد و افکار پر مخلصانہ ایمان و یقین اور اسلامی فرائض و اعمال کی بجا آوری ضروری ہے۔ اس کے بغیر کوئی انسان مرد کامل، مؤمن کامل، مردِ مؤمن یا انسانِ کامل نہیں بن سکتا۔ صوفیہ عظام خصوصاً سلطان باہوؒ سے ڈاکٹر محمد اقبالؒ متفق ہیں کہ مردِ مؤمن کی پہلی اور اہم بنیاد (Stage) ایمان باللہ و ایمان بالرسالت اور ختمِ نبوت پر ایمان ہے۔ عقیدہ توحید یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات واحد، بے مثل و بے مثال ہے۔ وہ اپنی صفات و افعال کے لحاظ سے لاثانی ہے۔ وہی خالقِ کائنات ہے، وہ تخلیق و ایجاد میں بھی ہر شریک سے پاک ہے۔ کائنات کی تمام اشیاء اسی کی تخلیقات ہیں لہٰذا کوئی چیز اس کی ذات و صفات و افعال کی ہمسر نہیں ہو سکتی۔ عقیدہ توحید پر ایمان سے ہی عقل و وجدان کو جلا ملتی ہے۔ جو توحید پر ایمان سے محروم ہیں وہ گمراہی میں بھٹکتے ہیں۔

سلطان باہوؒ کے نزدیک "انسانِ کامل" کے مقام پر فائز ہونے کے لیے پہلا اور بنیادی درجہ توحید پر ایمان ہے۔ توحید کی تفہیم کے بغیر انسان پست ترین ہوتا ہے انہوں نے اپنی تصانیف میں عقیدۂ توحید کی مختصر مگر جامع تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے:

"بران که خدا تعالیٰ عز اسمهٗ و جلَّ شانهٗ بی مثل و بی مثال است، الله حی قیوم واحد ہستی خود دار بر خود صورت ہستی که صورت خدا تعالیٰ غیر مخلوق است۔"[1]

"بے شک اللہ تعالیٰ جل شانہ بے مثل و بے مثال حیؒ قیوم واحد ذات ہے۔ جس نے خود کو اپنی ذات پر قائم کر رکھا ہے۔ اس کی صورت غیر مخلوق ہے۔" ذاتِ خداوندی پردۂ غیب میں ہے۔ سلطان باہوؒ کی فکر کے مطابق جو ذاتِ خدا پر ایمان نہیں رکھتا وہ مطلق منکر و محروم ہے: قَوْلُه تعالیٰ: يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ[2] "ہر کہ ایمان بغیب نیارد و بر غیب خلافِ کند و عیب آرد مطلقاً کافر گردد۔[3]

1۔ سلطان باہو، کلید التوحید (کلاں)، جھنگ، العارفین پبلی کیشنز، ۲۰۱۵ء، ص:۴۵۷

Sulṭān Bāhū, Kaleed-ul-Tawḥeed (Kalan), Jhang, al-‘Arifeen Publication, 2011, p.457

2۔ القرآن: ۲:۳، ترجمہ: "وہ (مؤمن) غیب پر ایمان رکھتے ہیں۔"

Al-Qur’an: 2:3

3۔ سلطان باہو، محک الفقر (کلاں) جھنگ، العارفین پبلی کیشنز، ۲۰۱۱ء، ص:۶۰۹، ترجمہ: "جو کوئی غیب (ذاتِ حق تعالیٰ) پر ایمان نہیں رکھتا اور علمِ غیب (وحی) کے خلاف چلتا ہے وہ کافر ہے۔"

سلطان باہوؒ کی فکر یہ ہے کہ قوتِ توحید کا راز کلمہ طیب میں ہے۔ کلمہ طیب کا اقرار و تکرار بندہ کو معرفتِ الٰہی تک لے جاتا ہے۔ جبکہ اقرار رسالتِ محمدیؐ سے ایمان کو استقامت و اثبات حاصل ہو جاتا ہے:

"کلمہ طیب کے آغاز میں "لَا" کی صورت دو دھاری تلوار کی سی ہے جو نفسِ منکر کو گھائل کر دیتی ہے۔ لَا نفس کی نفی کر کے اسے برائی کی طرف نہیں جانے دیتا۔ سب سے پہلے لَا سے نفس کی نفی ہو جاتی ہے اور وہ الہ تک پہنچ جاتا ہے۔ جہاں اُس پر الّا اللہ کی معرفت کھل جاتی ہے اور اِلّا اللہ اس پر ثابت ہو جاتا ہے اور وہ اثبات میں آجاتا ہے تو مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہ کا اقرار اسے جمعیتِ ایمان بخش دیتا ہے اور روح ایمان سے متفق ہو کر اسے اپنا رفیق بنا لیتی ہے۔"[4]

فکرِ سلطان باہو یہ ہے کہ کلمہ توحید ذکر نفی و اثبات پر مشتمل ہے کلمہ توحید کی "لَا یعنی نفی" سے انسان اپنے نفسِ امارہ کے تمام رذائل سے چھٹکارہ پا کر تزکیہ نفس کر لیتا ہے۔ تو وہ "اِلّا اللہ" کے اثبات کی روشنی میں عرفانِ الٰہی کے قابل ہو جاتا ہے اور اقرارِ رسالت اسے استقامت عطا کر دیتا ہے اور اس کے لیے انسان کامل کے مقام تک پہنچنا ممکن ہو جاتا ہے۔ سلطان باہوؒ کی فکر کے مطابق ایمان پر یقین و استقامت کا تعلق قرآنِ حکیم پر عمل سے ہے:

یقین آنست خود با حق سپردن　　یقین قرآن برو اعمال کردن[5]

"یقین قرآن پر عمل کرنے کا نام ہے اور یقین یہ ہے کہ خود کو سپرد خدا کر دیا جائے۔"

سلطان باہوؒ نے اپنی فارسی تصانیف میں عرفانِ کامل کے متعلق قرآن و حدیث، تصوف اور اپنے روحانی تجربات کی روشنی میں جو نقاط مفصلاً بیان کیے ہیں انہیں انتہائی جامع اور بلیغ انداز میں عوام الناس کے لیے پنجابی ابیات میں بھی درج کر دیا ہے۔ جیسا کہ انہوں نے فارسی کتب میں کلمہ طیب کی اہمیت کو اپنی نثری تحریروں میں عقلی و نقلی دلائل سے اُجاگر کیا ہے جبکہ ان ساری تفصیلات کو پنجابی کے ایک شعر ہی میں مجملاً بیان کر دیا ہے۔

کلمے لکھ کروڑاں تارے ولی کیتے سے راہیں ہو[6]

Sulṭān Bāhū, Maḥak-ul-Faqr (Kalan), Jhang, Al-'Arifeen Publication, 2011, p.609

4۔ سلطان باہو، کلید التوحید (کلاں)، ص:٤٤١

Sulṭān Bāhū, Kaleed-ul-Tawḥeed (Kalan), p.441

5۔ ایضاً، ص:٢٥٥

Ibid, p.255

6۔ سلطان باہوؒ، شرح پنجابی ابیاتِ سلطان باہو، شارح: پروفیسر سید احمد سعید ہمدانی، لاہور، زاویہ پبلشرز، ٢٠١٣ء، ص ٣٥٤

Sulṭān Bāhū, Sharah Punjabi Abyat-e-Sultan, Sharah: Prof. Syed Ahmad Saeed, Lahore, Zawia Publishers, 2013, p.354

"کلمہ لاکھوں کروڑوں مسافروں کو پار لے گیا اور سینکڑوں کو ولایت یعنی انسانِ کامل کے مقام پر لے گیا یعنی انسانِ کامل کے بلند مقام کا ضامن کلمہ طیبہ ہے۔"

اس سلسلے میں ڈاکٹر محمد اقبالؒ نے لکھا ہے:

در جہاں کیف و کم گردیدِ عقل　　　پے بہ منزل بُرد از توحید عقل

ورنہ ایں بیچارہ را منزل کجاست　　　کشتی ادراک را ساحل کجاست[7]

"توحید کے سوا عقل کے لیے کوئی راستہ نہ تھا۔ یہ راستہ نہ ملتا تو اس کی کشتی موجوں ہی کے تھپیڑ کھاتی رہتی، ساحل پر ہرگز نہ پہنچتی۔"

ڈاکٹر محمد اقبالؒ کے مطابق عقیدہ توحید پر قائم رہنا خود ایک عمل ہے انسان کے اندر جوں جوں عقیدۂ توحید راسخ ہوتا ہے اسی لحاظ سے اس پر توحید کے اسرار آشکار ہوتے جاتے ہیں انہوں نے قرآن کے حوالے سے لکھا ہے:

"اہل حق توحید کی رمز کے ہر پہلو سے آگاہ ہیں جیسا کہ قرآن میں ہے: "آسمانوں اور زمین میں جو کوئی (آباد) ہے وہ اللہ کے حضور محض بندہ کے طور پر حاضر ہونے والے ہیں۔"[8]

"تو توحید کے بھیدوں سے اس وقت تک پوری طرح واقف نہیں ہو سکتا جب تک کہ عمل کے ذریعے اس کی آزمائش نہ کر لے۔"[9] ڈاکٹر محمد اقبالؒ کے مطابق توحید کی قوت سے راہِ مردِ مؤمن بہت تیزی سے طے ہو جاتی ہے۔

"خدا کی راہ میں صاحبِ توحید کی رفتار بہت تیز ہو جاتی ہے۔ اس کی رگوں میں جو خون ہے وہ بجلی سے بھی زیادہ گرم ہو جاتا ہے۔"

در رہ حق تیز گردد تگش　　　گرم تراز برقِ خوں اندر رگش[10]

7۔ محمد اقبال، ڈاکٹر، کلیات اقبال (فارسی)، رموزِ بیخودی، مرتب و مترجم: حمید اللہ شاہ ہاشمی، لاہور، مکتبہ دانیال، ص:۱۵۲۔۱۵۳

Muhammad Iqbal, Dr., Kulyāt-e-Iqbal (Farsi), Ramooze, Bekhudi, Translator: Hameed-ullah Shah Hashmi, Lahore, Maktab-e-Danial, p.152-153

8۔ القرآن:۱۹:۹۳

Al-Qur’an: 19:93

9۔ ڈاکٹر محمد اقبال، ڈاکٹر، کلیات اقبال (فارسی)، رموزِ بیخودی، ص:۱۵۳

Muhammad Iqbal, Dr., Kulyāt-e-Iqbal (Farsi), Ramooz-e-Bekhudi, p.153

10۔ ڈاکٹر محمد اقبال، ڈاکٹر، کلیات اقبال (فارسی)، رموزِ بیخودی، ص:۱۵۳

مطلب یہ کہ توحید پر پختہ ایمان اور ایک واحد ذات کی عبادت بندہ کے قلب و روح پر پڑے ہوئے کفر و شرک و عصیان کے پردوں کے لیے تریاق ہے۔ اس کے بعد انسان میں وسعت قلب و عقل پیدا ہو جاتی ہے۔ وہ قرب الٰہی کے کے درجات برق رفتاری سے طے کرتا ہے اور حضورِ حق میں مقرب بندہ بن جاتا ہے۔

ڈاکٹر محمد اقبالؒ کے مطابق ملّتِ بیضا کی جان توحید یعنی "نہیں کوئی معبود مگر سوائے اللہ کے" ہے:

ملتِ بیضا تن و جاں لا الٰہ　　　ساز مارا پردہ گرداں لا الٰہ [11]

"ملت بیضا جسم ہے اور اس کی جان کلمہ توحید لا الٰہ ہے۔ ہمارے ساز کے پردوں سے نغمے صرف توحید کی بدولت نکل رہے ہیں۔ توحید (لا الٰہ) ہمارے تمام بھیدوں کا سرمایہ ہے۔ توحید کا رشتہ ہمارے افکار و خیالات کے لیے شیرازے کا کام دیتا ہے۔"

ڈاکٹر محمد اقبالؒ کے نزدیک دین، عقل، شریعت اور زورِ قوت کا اثبات و استحکام توحید سے ہے۔ توحید کی قوت سے رتبے میں پست آدمی بلند و اعلیٰ مقام تک پہنچ سکتا ہے:

"دین توحید سے ہے، عقل توحید سے ہے، شریعت توحید سے ہے، زور قوت اور ثبات و استحکام توحید سے ہے۔

دین ازو، حکمت از و آئیں ازو　　　زور ازو تمکین ازو [12]

"فکرِ اقبال کے مطابق عقیدۂ توحید ہی آدمی کو بدعملی و غفلت سے نکال کر فعال بنا دیتا ہے:

"توحید کی جلوہ گری عالموں کو حیرت میں ڈالتی ہے۔ عاشقوں کو عمل، قوت و قدرت عطا کرتی ہے۔ جو شے رتبے میں پست ہے وہ توحید کے سائے میں ہی بلند ہو جاتی ہے۔"[13]

مذکورہ بالا اشعار میں ڈاکٹر محمد اقبالؒ کی یہ فکر عیاں ہوتی ہے کہ ملتِ اسلامیہ کی روح و جان کلمہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه ہے۔ کلمہ توحید پر پختہ ایمان ملّتِ مسلمہ کی شیرازہ بندی کا ذریعہ ہے اس کلمہ سے انسان کے اندر کی منفی قوتوں کو شکست ہوتی ہے تو اس کے افکار و خیالات ارفع ہو جاتے ہیں۔ عشق الٰہی سے بلند عزائم کے حوصلے ہوتے ہیں اور توحید

Dr. Muhammad Iqbal, Kulyāt-e-Iqbal (Farsi), Ramooz-e-Bekhudi, p.153

11۔ ایضاً، ص:۱۵۴

Ibid, p.154

12۔ ایضاً، ص:۱۵۳

Ibid, p.153

13۔ ایضاً

Ibid

انسان کے لیے دنیا میں ہر قسم کی نحوستوں سے نکل کر اعلیٰ مقام (کامل مؤمن) پانے کا ذریعہ ہے۔

سلطان باہوؒ کے افکار سے یہ بات عیاں ہے کہ ختم نبوتِ محمدیؐ پر ایقان کے بغیر کوئی شخص نہ مسلمان ہو سکتا ہے اور نہ مؤمنِ کامل:

(۱) "آیاتِ قرآن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سواء کسی اور پر نازل نہیں ہوئیں۔ "(۲) "محمد مصطفیٰؐ خاتم النبیین ہیں، اُن کے سواء کسی اور پر وحی نازل نہیں ہو سکتی۔ "(۳) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سواء اور کوئی شخص معرفت الٰہیہ کے انتہائی مراتب تک نہیں پہنچ سکتا۔"[14]

سلطان باہوؒ کے نزدیک ایک انسان کے لیے رفعت وبلندی پر پہنچنے کی بنیاد یہ ہے کہ اس کا اس بات پر کامل ایمان ویقین ہو کہ محمد مصطفیٰ ﷺ آخری نبی ہیں اور قرآن اللہ کی آخری کتاب ہے جن کا ان باتوں پر یقین نہ ہو وہ تو مسلمان بھی نہیں ہو سکتا تو مؤمن کامل کیسے بن سکتا ہے۔

ڈاکٹر محمد اقبالؒ کے نزدیک رسالت پر ایمان جزوِ ایمان ہے۔ اللہ جسے ہدایت دیتا ہے۔ آپؐ کے ذریعے ہی دیتا ہے۔ حق تعالیٰ نے ملت اسلامیہ کے وجود میں رسالتِ محمدیؐ کے ذریعے جاں پھونکی ہے۔ رسالت محمدی کی بناء پر ہم کروڑوں کی تعداد میں ہونے کے باوجود ایک ہیں:

"ہمارا وجود دنیا میں رسالتِ (محمدیؐ) سے ہے اور ہمارے وجود میں حیات اسلامی رسالت ہی سے ہے۔ رسالت ہی کی بدولت ہم کروڑوں میں ہونے کے باوجود ایک ہیں۔ ہمارا ایک جزو دوسرے جزو سے اس طرح جڑا ہوا ہے کہ اسے الگ نہیں کیا جا سکتا ہے۔"[15]

ڈاکٹر محمد اقبالؒ کے مطابق ہم نے دین اسلام محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سیکھا۔ انہی سے رازِ وحدت ملا۔

"ہم نے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے دینِ فطرت سیکھا اور اللہ کے راستے میں مشعل روشن کر کے کھڑے ہو گئے۔"[16]

14۔ سلطان باہو، کلید التوحید (کلاں)، ص:۱۰۸

Sulṭān Bāhū, Kaleed-ul-Tawḥeed (Kalan), p.108

15۔ کلیات اقبال (فارسی)، رموزِ بیخودی، ص:۱۶۵۔۱۶۶

Dr. Muhammad Iqbal, Kulyāt-e-Iqbal (Farsi), Ramooz-e-Bekhudi, p.166-165

16۔ کلیات اقبال (فارسی)، رموزِ بیخودی، ص:۱۶۵۔۱۶۶

ڈاکٹر محمد اقبالؒ رسالتِ محمدیؐ کے متعلق یہ فکر دیتے ہیں کہ آپ آخری نبی ہیں اور ہم آخری قوم ہیں:

"خدانے ہم پر شریعت ختم کر دی اور ہمارے رسولؐ پر رسالت ختم ہو گئی۔ اب زمانے کی مجلس میں رونق ہمارے ہی دم سے رہے گی۔ آپ رسولوں کے خاتم تھے اور ہم قوموں کے خاتم ہیں۔"[17]

ختم نبوت پر ایمان کے متعلق ڈاکٹر محمد اقبالؒ کی فکر یہ ہے:

لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ ز احسانِ خدا ست پردۂ ناموسِ دینِ مصطفیؐ است [18]

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں یہ خدا کا احسان ہے اور یہ دینِ مصطفیؐ" کے ناموس کا پردہ ہے۔"

مطلب یہ کہ مسلمانوں کو توحید اور دین کی سوجھ بوجھ سے رسالت مآب ﷺ نے روشناس کرایا ہے یہ اللہ کا احسانِ عظیم ہے کہ محمد مصطفیٰ ﷺ پر نبوت ورسالت کو ختم کر دیا گیا ہے آج ہم ملت وحدہ ہیں اور ہمارے اندر عظیم افراد جلوہ فرما ہیں۔

ارکان اسلام

سلطان باھوؒ نے اپنے افکار میں ارکانِ اسلام پر بڑی عارفانہ گفتگو کی ہے اور انسانِ کامل کے مقام پر فائز ہونے کے لیے ارکانِ اسلام کی اہمیت بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:

فرض دائم به که با اُو سی و پنج فقر راه این ره بود با پنج گنج [19]

"خاکسار فقیر وہی اچھا ہے، جو ہمیشہ فرض و سنت یعنی احکامِ شریعت پر کاربند رہے۔ فرض بہتر وہی ہے جو پانچ نمازوں اور تیس روزوں کی صورت میں ہے۔ فقیر کو اس راہ میں شریعت پر عمل کرنے پر پانچ خزانے یعنی کلمۂ توحید، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ حاصل ہوتے ہیں۔"[20]

Dr. Muhammad Iqbal, Kulyāt-e-Iqbal (Farsi), Ramooz-e-Bekhudi, p.166-165

دینِ فطرت از نبیؐ آموختیم در رہِ حق مشعلے فرو ختیم

17۔ ایضاً، ص:۱۶۸

Ibid, p.168

18۔ ایضاً، ص:۱۶۸

Ibid, p.168

19۔ ایضاً، ص:۷۸

Ibid, p.78

"نماز کے کیا معنی ہیں؟ نماز روزِ اول سے اللہ تعالیٰ کے فیض و رحمت سے معراج ربانی کی حضوری ہے۔ جس وقت مؤمن مسلمان سجدہ ریز ہوتا ہے بے شک وہ رحمت الٰہی کے مد نظر ہو کر دائم نماز پڑھتا ہے اور اپنی ہستی کے خول سے نکل کر ہمیشہ لاھوت لا مکاں میں اللہ تعالیٰ کی حضوری میں غرق رہتا ہے۔ نماز وقت فرض و واجب و سنت و مستحب و قرضِ حسنہ پر مشتمل ایک سعید عبادت ہے۔"[21]

مؤمن کامل کے مقام پر فائز ہونے کے لیے ایمان کے بعد ارکانِ اسلام کی پُرخلوص آدائیگی لازم و اہم ہے۔ ڈاکٹر محمد اقبالؒ کے نزدیک لا الٰہ بنیاد ہے اور نماز گوہر ہے۔ روزہ سے قوتِ ایمان ہے حج گھر بار اور وطن کی محبت نکالنے کے لیے ہے۔ زکوٰۃ کا مقصد مال و زر کی محبت دل سے نکالنا ہے اور اسلامی معاشرت کا استحکام ہے:

لا الٰه باشد صدف گوہر نماز — قلب مسلم را حج اصغر نماز
روزہ بر جوعِ و عطش شبخون زند — خیبر تن پروری را بشکند
مومناں را فطرت افروز است حج — ہجرت آموز و وطن سوز است حج
حُب دولت را فنا ساز و زکوٰۃ — ہم مساوات آشنا ساز و زکوٰۃ[22]

"لا الٰہ سیپی اور گوہر نماز ہے۔ مسلمان کے دل کے لیے حج اصغر نماز ہے۔ یہ نماز مسلمان کے ہاتھ میں خنجر کی مانند ہے اور بے حیائی و بُرے کاموں کو ختم کرنے والی ہے۔ روزہ بھوک پیاس کے ساتھ صبر کی بنا ہے وہ (روزہ) بدن کی پرورش کرنے والے خیبر کو فتح یعنی تن پروری کی تعلیم دیتا ہے۔ حج مومنوں کی فطرت کو منور و روشن کرتا ہے اور یہ وطن گھر بار کو چھوڑنے کی تعلیم دیتا ہے۔ وہ (حج) ایسی عبادت ہے جو مومنوں کو ایک لڑی میں متحد کرنے اور ملّت کی شیر ازہ بندی کرنے والی ہے۔ زکوٰۃ مال و دولت کی محبت نکالتی اور مومنوں کو مالی مساوات سے باخبر کرتی ہے۔" ڈاکٹر محمد اقبالؒ نے فلسفہ ارکانِ اسلام بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:

ایں ہمہ اسباب استحکام تست — پختہ محکم اگر اسلام تست[23]

20۔ سلطان باہو، عین الفقر، لاہور، حق باھو منزل، ۲۰۰۵، ص:۴۱۴
Sulṭān Bāhū, Ain-ul-Faqr, Lahore, Ḥaq Bāhū Manzil, 2005, p.414
21۔ سلطان باہو، عقل بیدار، جھنگ، العارفین پبلی کیشنز، ۲۰۱۱ء، ص:۲۵۵
Sulṭān Bāhū, Aqal-e-Bedār, Jhang, Al-‘Arifeen Publication, 2011, p.255
22۔ ڈاکٹر محمد اقبال، کلیات اقبال (فارسی)، اسرارِ خودی، ص:۷۷
Dr. Muhammad Iqbal, Qulyāt-e-Iqbal (Fārsī), Asrār-e-Bekhudī, p.77
23۔ ایضاً، ص:۷۸

"یہ سب (ارکان اسلام) تیری پختگی و مضبوطی کا سامان ہیں۔ اگر تیرا اسلام پختہ ہے تو بھی مضبوط ہے۔"

معلوم ہوا کہ ڈاکٹر محمد اقبالؒ کے نزدیک نماز ایک اللہ کے سامنے سجدہ ریز ہو کر طرح طرح کی ذلتوں سے بچنے کا ذریعہ ہے اور انسان برائی و بے حیائی سے بچ کر پاکیزگی و طہارت اختیار کر لیتا ہے۔ روزہ خفی بدنی عبادت ہے جو آدمی کو بے چینی و بھوک و پیاس میں صبر کا خوگر بناتا ہے۔ حج بندے کو ہر قسم کی برائیوں سے ہجرت کر کے اللہ سے لو لگانے کی تعلیم دیتا ہے۔ زکوٰۃ ایک مالی عبادت ہے۔ زکوٰۃ مال و دولت کو اپنی ذات پر خرچ کرنے کی بجائے مالی توازن قائم کرنے میں معاون و مددگار ہے اور یوں ارکان اسلام کی صورت میں جملہ بدنی و مالی عبادات ظاہری و باطنی پاکیزگی اپنا کر بارگاہِ خداوندی میں بلند مقام کا حامل بنانے کا ذریعہ ہیں۔

علم و شعور، فکر و عمل

سلطان باہوؒ کے نزدیک راہِ کمال میں وہی علم فائدہ مند ہو سکتا ہے جس کے ساتھ خوف خدا اور عمل پُر اخلاص شامل ہو، اس سلسلے میں ان کی فکر اس طرح سے ہے:

"عالم عامل آنرا گویند که این علم شیطانی را پس پشت اندازد و در وجود جاند ہدو علم کلام الله تلاوت قرآن پیش کند۔"[24]

"باعمل عالم اسے کہتے ہیں جو ان شیطانی علوم کو پس پشت ڈال کر انہیں اپنے وجود سے دور رکھے اور علم کلام اللہ اور تلاوتِ قرآن کو پیش نظر رکھے۔"

ان کی فکر یہ ہے کہ اصل عالم وہ ہے جو علم اسے حکم کرے کہ وہ اس پر عمل پیرا ہو:

"حضرت علم می فرماید عالم ہمون کند از نافرمودۂ خدا باز آید و علم عالم را بباطل رفتن نمید ہدو حق بخشد۔"[25] "علم جو اسے حکم دیتا ہے وہ اس پر عمل کرتا ہے اور اللہ کی نافرمانی سے باز رہتا ہے۔ ایسے عالم کو باطل کی طرف نہیں جانے دیتا بلکہ اسے توفیقِ حق بخشتا ہے۔"

بالآخر ایسے علماء عارفِ کامل بن جاتے ہیں:

Ibid, p.78

24۔ سلطان باہو، محک الفقر (کلاں)، ص:۵۴۰

Sulṭān Bāhū, Maḥak-ul-Faqr (Kalan), p.540

25۔ ایضاً، ص:۱۵۰

Ibid, p.150

بدانکه علماء از کلام ربانی عارفِ کلام الله۔[26]

"بلاشبہ علماء مطالعہ کرتے کرتے کلامِ ربانی کے عارف بن جاتے ہیں۔

"به علم مغرور مباش، علم آن است که ترا حضور می برد۔ از الہام خود بامز کو رباش۔[27] "علم پر مغرور مت ہو، علم وہ ہے جو تجھے حضور حق میں پہنچا دے اور تو صاحبِ الہام ہو کر قربِ الٰہی میں رہے۔"فکر باہو میں علم و عمل اور عشق و فقر میں گہرا ربط ہے۔ ان کے مطابق خوف الٰہی اور عشق الٰہی کا ذرہ دونوں جہاں سے بہتر ہے:

ذرۂ دردِ خدا در دل ترا بہتر از ہر دو جہاں حاصل ترا [28]

"اگر تیرے دل میں ذرہ بھر بھی عشقِ الٰہی پیدا ہو جائے تو وہ تیرے لیے دونوں جہاں کی عبادت سے بہتر ہو گا۔" "پوری تحقیق سے میں نے یہ جانا کہ سب سے بہتر اور قابلِ فخر علم معرفت فقر کا علم ہے۔ علم جب علماء کا پیشوا بن جائے وہ محرمِ خدا ہو کر عارف باللہ بن جاتے ہیں۔"[29]

علم و عمل کے متعلق سلطان باہوؒ کی فکر کا خلاصہ یہ ہے کہ علم بغیر عمل کے وبال ہے اصل علم قرآن و سنت کا ہے اسی علم پر عمل کی قوت سے ابلیس لعین کے شر سے بچنا ممکن ہے علم پر غرور گمراہی ہے۔ عالم وہ لوگ ہیں علم پر عمل کرتے کرتے مقام احسان تک پہنچ جاتے ہیں۔ علم و عمل اور فقر و عشق کے ساتھ عبادت بہتر ہوتی ہے۔ آخر میں سلطان باہوؒ یہ کہتے ہیں میری زندگی کی تحقیق کا ثمر یہ ہے کہ علم کا مقصد عملِ پیہم کر کے عارف باللہ بننا ہے۔ یہی انسانِ کامل کا درجہ ہے۔

ڈاکٹر محمد اقبالؒ کے نزدیک مردِ مؤمن کے مقام پر پہنچنے کے لیے ضروری ہے کہ طالبِ حق پہلے خود کو علم سے مضبوط و محکم کرے اور عقل و خرد کو علم کی قوت سے پاک کرے اور پھر فقر میں قدم رکھے کہ فقر سے قلب و

26۔ سلطان باہو، محک الفقر (کلاں)، ص:۱۵۵
Sulṭān Bāhū, Maḥak-ul-Faqr (Kalan), p.155

27۔ سلطان باہو، کلید التوحید (کلاں)، ص:۴۵۲
Sulṭān Bāhū, Kaleed-ul-Tawḥeed (Kalan), p.452

28۔ سلطان باہو، کلید التوحید (کلاں)، ص:۵۱۰
Sulṭān Bāhū, Kaleed-ul-Tawḥeed (Kalan), p.510

29۔ سلطان باہو، کلید التوحید (کلاں)، ص:۵۱۰

نگاہ بھی پاک ہو جاتے ہیں۔ وہ علم سے مراد دینی علوم کے ساتھ ساتھ عصری علوم مراد لیتے ہیں۔ اس سلسلے میں فرماتے ہیں:

علم کا مقصود ہے پاکیٔ عقل و خرد　　فقر کا مقصود ہے عفتِ قلب و نگاہ[30]

"علم کا ماحصل عقل و خرد کی پاکیزگی ہے جبکہ فقر دل و نگاہ کو پاکیزگی و جلا بخشتا ہے۔ مراد یہ ہے کہ علم و فقر دونوں کے ارتباط سے انسان تکمیل کے مراحل سے گزرتا ہے۔" علم کی منزل فقط فقیہہ و حکیم کے مقام تک پہنچنا ہے اور فقر کی منزل مسیحائی و کلیمی (انسانِ کامل) ہے۔ علم راہ ہے اور فقر راستہ جانتا ہے اور اس کا عرفان رکھتا ہے۔ بقول شاعرِ مشرق:

علم ہے جویائے راہ، فقر ہے دانائے راہ　　علم فقیہہ و حکیم فقر مسیح و کلیم[31]

یعنی فقر کی منزل انسان کامل کی ہے جس کی مثالیں جلیل القدر انبیاء علیہم السلام میں عیسیٰ ابنِ مریم اور موسیٰ کلیم اللہ ہیں جو راہ جانتے ہیں علم صرف خبر تک محدود ہے اور فقر کا مقام نظر ہے:

"فقر انسان کو ایسی معراج پر پہنچاتا ہے کہ وہ سب کچھ دیکھنے کے قابل ہو جاتا ہے جب کہ علم سب کچھ دیکھنے دکھانے سے محروم ہے۔ البتہ ان سب کے بارے میں تفصیلات ضرور فراہم کر سکتا ہے۔ یہی علم کا حضور ہے جبکہ فقر کا حضور حق میں دیکھ کر گواہی دینا ہے کہ اللہ کے سواء کوئی معبود نہیں ہے۔"[32]

ڈاکٹر محمد اقبالؒ کے نزدیک حق تعالیٰ سے عشق و محبت ہی جبریل امینؑ اور محمد مصطفیٰ ﷺ جیسی عظیم ہستیوں کی معراج کا راز ہے:

Sulṭān Bāhū, Kaleed-ul-Tawḥeed (Kalan), p.510

30۔ محمد اقبال، ڈاکٹر، کلیات اقبال (اردو) بالِ جبریل، شارح اسرار زیدی، لاہور، مکتبہ دانیال، ص:۴۵۴
Muhammad Iqbal, Dr., Kulyāt-e-Iqbal (Urdu), Bāl-e-Jibrael, Shāreḥ: Asrār e Zaidi, Lahore, Maktabah Dānial, p.454

31۔ ایضاً، ص:۴۵۴
Ibid, p.454

32۔ ایضاً، ص:۴۵۴
Ibid, p.454

فقر کا مقام نظر، علم کا مقام خبر　　فقر میں مستی ثواب، علم میں مستی گناہ
علم کا موجود اور فقر کا موجود اور　　اشھد ان لا الہ ،اشھد ان لَا اِلٰہ

عشق دمِ جبریل، عشق دلِ مصطفیٰؐ　　عشق خدا کا رسول، عشق خدا کا کلام[33]

"اس شعر میں اقبالؒ کے نزدیک عشقِ حقیقی پاکیزہ جزبہ ہی نہیں اگر اس کی کسی فرشتہ تک رسائی ہو تو جبریل امین کی سانس اور آواز بن جاتا ہے، پیغمبر تک پہنچ ہو تو محمد مصطفیٰؐ کے دل کی دھڑکن بن جاتا ہے۔ عشق کبھی خدا کا رسول اور کبھی اس کے کلام کا مظہر بن جاتا ہے۔"

ڈاکٹر محمد اقبالؒ کی فکر یہ ہے کہ جب کسی انسان میں علم و عمل یکجا ہو جائیں۔ اس کا عمل اخلاص پر مبنی ہو تو وہاں حق تعالیٰ سے حق تعالیٰ کے لیے محبت و عشق کا غلبہ ہو تا ہے۔ حق تعالیٰ کی حب میں جینا اور مرنا ہی منزل فقر ہے جس کی بدولت ایک انسان عشق کی ایک ہی جست سے قربِ الٰہی کے اعلیٰ درجہ تک رسائی پالیتا ہے۔ اللہ کے فقیر کا مقام دائمی حضوریٔ حق ہے یہی وجہ ہے علم خبر ہے اور عشقِ الٰہی جبریل امین، اللہ کے آخری رسول ﷺ کے ہاں ہمہ وقت شامل حال رہا۔

جہاد بالنفس

صوفیہ عظام اور خصوصاً سلطان باھوؒ کے نزدیک اپنے نفسِ امّارہ کی برائیوں کو دور کر کے ان کی جگہ اپنے اندر اچھے خصائل پیدا کرنا جہاد بالنفس ہے۔ فکرِ باھوؒ کے مطابق قرآن و سنت پر عمل، اسلامی عبادات اپنانے، ذکر اللہ خصوصاً تصورِ اسم ذات اللہ تصور اسم محمدؐ، ذکر کلمہ طیب، ذکر اسماء الحسنیٰ اپنا کر ریاضت کرتے ہوئے نفس امّارہ کی نفس لوامہ، ملہمہ اور بالآخر نفسِ مطمئنہ تک تکمیل کی جاسکتی ہے۔ انسانِ کامل نفسِ مطمئنہ اور قلبِ سلیم کے حامل ہوتے ہیں۔ سلطان باھوؒ نے جہاد بالنفس کا طریقہ اپنی تصانیف میں شرح و بسط کے ساتھ بیان کیا ہے۔ سلطان باھوؒ جہاد بالنفس کے متعلق قرآنِ کریم کی روشنی میں لکھتے ہیں:

"فرمانِ حق تعالیٰ ہے:" جس نے خود کو ہوائے نفس سے پاک رکھا اس کا ٹھکانہ جنت ہے۔"[34]

پس اس دیو سلیمانی اور بادشاہِ شیطانی نفس کو زندانِ فنا فی اللہ میں قید کرنا، اس کے گلے میں تفسیر قرآن و حدیث و معرفتِ الٰہی اور روشن ضمیری کی زنجیر ڈال کر ہمیشہ کے لیے قید کرنا (اصلاح کرنا) سلطان الفقر عارفوں کا کام ہے اور یہ کام قوتِ فیض، آیاتِ قرآن مجلس سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور شریعت و ہدایت ولایت و

33۔ ڈاکٹر محمد اقبال، کلیات اقبال (اردو) بالِ جبریل، ص:۴۷۸
Dr. Muhammad Iqbal, Kulyāt-e-Iqbal (Urdu), Bāl-e-Jibrael, p.478

34۔ النازعات ۷۹: ۳۰-۳۱

عنایت کی برکات سے ہوتا ہے۔"[35]

سلطان باہوؒ نے ان سطور میں جہاد بالنفس کا اس قدر جامع بیان کر دیا ہے کہ اس پر مزید لب کشائی کی ضرورت نہیں رہتی۔

ڈاکٹر محمد اقبالؒ کے ہاں مردِ مؤمن کے مقام تک پہنچنے کے لئے جہاد فی سبیل اللہ خاص کر جہاد بالنفس کا واضح تصور ملتا ہے۔وہ موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کے جہاد کی مثال دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

مثل کلیم ہو اگر معرکہ آزما کوئی   اب بھی درخت طور سے آتی ہے بانگ لاتخف [36]

"موسیٰ کلیم اللہ کی مثل آج بھی اگر کوئی باطل کے خلاف معرکہ آرا ہو تو خدا کی طرف سے اسے آج بھی ندائے لا تخف سے نوازا جاتا ہے۔"ڈاکٹر محمد اقبالؒ ایک طالب کو نفس میں پائے جانے والی طرح طرح کی محبتوں سے پہلے خالی کرنے کا درس دیتے ہیں اور اپنے اندر جھات مار کر اندرونی زنگار کو دور کرنے کا طریقہ بتاتے ہیں:

عشق بتاں سے ہاتھ اٹھا اپنی خودی میں ڈوب جا   نقش و نگار دیر میں خونِ جگر نہ کر تلف[37]

"طرح طرح کی محبتوں سے دل کو فارغ کر اور پھر اپنے اندر جھات مار اور دنیا کے حُسن و جمال و شہوات میں خون ضائع نہ کر۔"وہ اس راستے میں زندگی بھر ہجر کی منزل سے وصل تک پہنچنے کا طریقہ بیان کرتے ہیں۔اس منزل کی ترجمانی کرتے ہوئے فقیر عبدالحمید کاملؔ سروری نے لکھا ہے:

"میری زندگی کا سرمایہ کچھ مختصر نہیں ہے۔ہر وقت توبہ وانابت میں آہیں بھرنا اور سوز میں رہنا میرا وطیرہ ہے۔"[38]

Al-Qur'an 79:30-31

35۔ سلطان باہو، کلید التوحید (کلاں)، ص:۴۹۴

Sulṭān Bāhū, Kaleed-ul-Tawḥeed (Kalan), p.494

36۔ ڈاکٹر محمد اقبال، کلیات اقبال (اردو)، بالِ جبریل، ص:۴۱۲

Dr. Muhammad Iqbal, Kulyāt-e-Iqbal (Urdu), Bāl-e-Jibrael, p.412

37۔ ڈاکٹر محمد اقبال، کلیات اقبال (اردو)، بالِ جبریل، ص:۴۱۲

Dr. Muhammad Iqbal, Kulyāt-e-Iqbal (Urdu), Bāl-e-Jibrael, p.412

38۔ فقیر عبدالحمید، کامل، سروری، کلیاتِ کامل، ڈیرہ اسمٰعیل خاں، نوری دربار کلاچی، ۲۰۱۱ء، ص ۱۵۶

Faqeer Abdul Ḥameed, Kamil, Sarwary, Kulyāt-e-Kāmil, Dera Ismaeel Khan, Nori Darbār Kolachi, 2011, p.156

کچھ مختصر نہیں میرا سرمایہ حیات   آہ و فغاں ہے ہجر ہے سوز و گداز ہے

فکرِ اقبال کے مطابق اپنی ناجائز خواہشات کو قابو کرنا اور خودی کو غلط کاری سے بچانا جہاد بالنفس ہے ان کے مطابق مفید طریقہ یہ ہے کہ بندہ اپنے اندر جھات مارلے اور اپنے اندر دنیا کے وسواس و شہوات کو فکرِ حق کے ساتھ مٹاڈالے۔ بارگاہِ حق تعالیٰ میں توبہ وانابت اختیار کرلے اور سوز و گداز اختیار کرے۔ وہ مرتبہ قربِ الٰہی پالے گا۔

ذکرِ حق تعالیٰ

ذکر حق تعالیٰ میں یہ تاثیر ہے بندہ ذکر اللہ کے ذریعے ہر غم سے آزاد ہوجاتا ہے۔ ذکر حق تعالیٰ مخلوق کی بندگی سے جُدا کردیتا ہے۔ ذکر کی امتحان گاہ سے گزر کر مردِ کامل کے مقام تک رسائی مل سکتی ہے۔ سلطان باہوؒ کے افکار میں ایک عام انسان کے انسانِ کامل کے مقام تک رسائی پانے کے لیے تلاوتِ قرآن، اسلامی عبادات، فرائض و واجبات کے علاوہ ذکر جہر، ذکر خفی، ذکر لسانی، ذکر قلبی، ذکر روحی، ذکر سرّی، ذکرِ خفیہ، ذکر اخفیٰ، ذکر انا اور دائمی مشاہدہ حق، مجلس محمدیؐ کی حضوری کا طریقہ تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ ان کے مطابق مجلسِ محمدیؐ کی دائمی حاضری کے بعد حق تعالیٰ کی نگاہ عنایت سے فناہ وبقا کی منازل تک رسائی ہوسکتی ہے۔ اس کے بعد ایک مردِ مسلماں انسانِ کامل بن کر امتِ محمدیہؐ کی اصلاح و تعمیر پر مامور کردیا جاتا ہے۔ اس مختصر مقالہ میں اس کا تفصیلی ذکر نا ممکن ہے۔ اس سلسلے میں یہاں پر سلطان باہوؒ کی صرف ایک تحریر پر اکتفا کیا جاتا ہے:

قولہٗ تعالیٰ: ”يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ“[39] قلب اخلاص از خطرات وسوسه و ہمان خناس خرطوم نفس شیطان حوادثِ دنیا و قلب سلیم به حق تسلیم رابر نور اللہ شفقت رحمتِ ربانی موافقِ قرآن رحمانی مخالفِ نفس و شیطان را میگویند چرا کافر نه می شد؟[40]

"حق تعالیٰ کا فرمان ہے: "جس دن مال فائدہ نہ دے گا نہ بیٹے۔ ہاں مگر وہ کہ جس نے اللہ کی بارگاہ میں قلب سلیم پیش کیا قلب سلیم اس دل کو کہتے ہیں" جو خطرات و وسوسہ و ہمانِ و خناس و خرطوم نفس و شیطان اور حوادثِ دنیا سے پاک ہو، سلامتی ہو، نورِ الٰہی و شفقت و رحمتِ ربانی سے پُر ہو، موافقِ ربانی و موافقِ قرآنی رحمانی اور مخالف نفس و شیطان لعین ہو۔"

39۔ الشعرا ۲۶:۸۸۔۸۹

Al-Shurrah 26:88-89

40۔ سلطان باہو، امیر الکونین، جھنگ، ص:۱۲۲

Sulṭān Bāhū, Ameer-ul-Kaonain, Jhang, p.122

ڈاکٹر محمد اقبالؒ نے قرآن و حدیث اور صوفیہ کے اقوال کی روشنی میں ذکر اللہ پر بڑی شرح وبست کے ساتھ اہم پیغام دیا ہے:

ذکر حق از امتاں آمد غنی　　　　از زمان و از مکاں آمد غنی[41]

(۱)"اللہ کا ذکر قوموں سے بے نیاز ہے وہ زمان و مکان کی قید سے آزاد ہے"۔(۲)"ہر ذاکر کے لیے ذکر اللہ کی نوعیت الگ ہے اور اس کا فقط روم و شام سے واسطہ نہیں"(۳)"اللہ کے پاک مردوں کی آزمائش مصائب سے کی جاتی ہے اور پیاسے کو زیادہ پیاسا کرنا روا ہے۔"[42]

ڈاکٹر محمد اقبالؒ کے نزدیک فقرِ قرآن اصل میں ذکر و فکر ہی ہے۔ قرآن کریم سے حاصل ہونے والی فقیری اصل بادشاہی ہے:

فقرِ قرآن اختلاطِ ذکر و فکر　　　　فکر را کامل ندیدم جذ بذکر[43]

(۱)"قرآن کا فقر ذکر و فکر کا ربط رکھتا ہے۔ میں نے ذکر کے بغیر فکر کو کامل نہیں پایا۔"(۲)"قرآن کے بغیر شیر بنا لومڑی کے مثل ہے اور قرآن کا فقر حقیقی بادشاہی ہے۔"[44]

ڈاکٹر محمد اقبالؒ کے افکار میں لوحِ قلب پر اسم اللہ ذات کے تصور سے ذکر خفی کرنے کی تاکید ملتی ہے جو شاید انہوں نے سلسلہ قادریہ کے صوفیہ اور خصوصاً افکارِ سلطان باہوؒ سے اخذ کیا تھا:

نویس، اللہ، بر لوحِ دل من　　　　که ہم خود راہم او را فاش بینم[45]

شاعر مشرق بارگاہ نبویؐ میں عرض گزار ہیں:"میرے دل کی تختی پر اسم ذات اللہ لکھ دیجئے تاکہ میں اپنے آپ کو اور اس (اللہ) کو ظاہر میں دیکھوں (خود کو پہچان کر خدا کو پہچان لوں)۔"

41۔ڈاکٹر محمد اقبال، کلیات اقبال (فارسی)، ص:۷۵۱
Muhammad Iqbal, Dr., Kulyāt-e-Iqbal (Farsi), p.751

42۔ ایضاً
Ibid

43۔ڈاکٹر محمد اقبال، کلیات اقبال (فارسی)، ص:۷۴۹
Muhammad Iqbal, Dr., Kulyāt-e-Iqbal (Farsi), p.749

44۔ ایضاً، ص:۷۴۹
Ibid, p.749

45۔ڈاکٹر محمد اقبال، کلیاتِ اقبال (فارسی)، ارمغان حجاز، ص:۱۰۴۰

افکارِ ڈاکٹر محمد اقبالؒ کے مطابق الگ گوشہ تنہائی میں قلب کی دنیا میں اللہ تعالیٰ سے ربط پیدا کرنا بہت مفید عمل ہے۔ یہ مخلوق سے کچھ دیر کٹ کر دل کی غارِ حرا میں حق تعالیٰ کو بسانے کی مشق کرنا اصل میں حق تعالیٰ کی طرف ہجرت ہے:

اندکے اندر حرائے دل نشین　　　ترکِ خود کن سوئے حق ہجرت گزیں

محکم از حق شو سوئے خود گامزن　　　لات و عزائے ہوس لا سر شکن [46]

"کچھ دیر کے لیے دل کی غارِ حرا میں بیٹھ، اپنی ہوائے نفس ترک کر اور حق تعالیٰ طرف ہجرت کر" "حق تعالیٰ کے ساتھ خود کو پختہ کرلے حرص و ہوا کے بتوں لات و عزیٰ کے سر توڑ ڈال۔"

ڈاکٹر محمد اقبالؒ کے نزدیک اگر ذکر و شب بیداری و مراقبے سے بھی کسی انسان کی خودی کی تعمیر نہ ہو سکے اور وہ افراد میں اپنی خودی کی حفاظت نہ کر سکے تو یہ سب کچھ بیکار ہے:

یہ ذکر نیم شبی، یہ مراقبے، یہ سرور　　　تیری خودی کے نگہبان نہیں تو کچھ بھی نہیں [47]

ڈاکٹر محمد اقبال کے مطابق انسان سے انسانِ کامل کے مقام تک پہنچنے کے لیے اللہ کا ذکر ایک بڑا وسیلہ ہے۔ اگرچہ وہ اس مقصد کے لیے رہبانیت کے قائل نہیں مگر ذکر کے لیے شب و روز کے کچھ اوقات میں اپنے من کی دنیا کو باقی جہان سے الگ کر کے بارگاہِ خداوندی میں ذکر اللہ کی کمند ڈالنا روا سمجھتے ہیں۔ جس سے بندہ ذکر اللہ کی روشنی میں مقام احسان پر پہنچ سکتا ہے جو کہ مردِ مؤمن کا مقصود ہے۔

اطاعت و عشقِ مصطفیٰ ﷺ

سلطان باہوؒ کی فکر کے مطابق اطاعت و عشقِ رسول ﷺ ہی، اللہ کا محبوب تر بندہ "انسانِ کامل" بننے کا نسخہ کیمیاء ہے۔ اس سلسلے وہ قرآن کریم کی روشنی میں لکھتے ہیں:

قوله تعالىٰ: قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِىْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ[48] پس معلوم شد که فقیر

Muhammad Iqbal, Dr., Kulyāt-e-Iqbal (Farsi), Armaghan-e-Hijaz, p.1040

46۔ ڈاکٹر محمد اقبال، کلیات اقبال (فارسی)، اسرارِ خودی، ص: ۴۷۔۴۸

Muhammad Iqbal, Dr., Kulyāt-e-Iqbal (Farsi), Asrar-e-Bekhudi, p.47-48

47۔ ڈاکٹر محمد اقبال، کلیات اقبال (فارسی)، ضربِ کلیم، ص: ۶۲۴

Muhammad Iqbal, Dr., Kulyāt-e-Iqbal (Farsi), Zarb-e-Kaleem, p.624

48۔ آل عمران ۳: ۳۱

معشوقِ محمد مصطفیٰ و عاشق اللہ۔ معشوقِ محمد مصطفیٰ، معشوق اللہ تعالیٰ۔[49]

"اے نبیؐ محترم آپ فرمادیں کہ اگر تم اللہ کی محبت (و قرب ولایت) کے طلبگار ہو تو میری اتباع کرو۔ اللہ تم سے محبت کرے گا۔" معلوم ہوا کہ فقیر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا معشوق اور اللہ کا عاشق ہے اور حضورؐ کا معشوق اللہ کا بھی معشوق ہے۔"

سلطان باہوؒ کی فکر یہ ہے کہ تا قیامت حضورؐ عالم برزخ میں حیات ہیں۔

"حضرت محمد رسول اللہ حیات النبی فی الدنیا و الآخرۃ شفیع۔"[50]

"حضرت محمد رسول اللہؐ زندہ ہیں اور دنیا و آخرت میں شفیع امت ہیں۔"

آج بھی انسانِ کامل کے مقام تک عروج کرنے والے نفوسِ قدسیہ حضور ﷺ کے فیض سے مستفید ہوتے ہیں:

بدانکه حضرت محمد رسول اللہؐ در دریاء معرفت الٰہی گنج فیض بخش بر امتِ خاص و عام نبئ کریمؐ از کرم و لطف مہربان ہر دو جہاں امت[51]

بلاشبہ حضرت محمد رسول اللہ اپنے ہر خاص و عام امتی کو فیضِ معرفتِ الٰہی کے خزانے بخشنے والے ہیں اور اپنے خاص لطف و کرم سے ہر دو جہاں پر مہربانی فرمانے والے ہیں۔"

سلطان باہوؒ اتباع رسولؐ اور اس کے ثمرات سے متعلق اپنے ذوقِ ایمان کا اظہار ان الفاظ میں کرتے ہیں:

را میباید مرا راہِ رسولؐ ہر دمی عارف شود باحق قبول [52]

"مجھے تو حضورؐ کی راہ پر چلنا ہے کہ اس راہ میں بندہ عارف باللہ بن کر اپنا تمام وقت معیتِ حق میں گزارتا ہے۔"

قرآن کریم کی مذکورہ بالا آیت کے تحت سلطان باہوؒ کی یہ فکر سامنے آتی ہے کہ محبت و شوق کے جذبہ سے اطاعت رسول ﷺ کرنے والا اللہ کا محبوب بندہ بن جاتا ہے ان کے مطابق اصل راہ اطاعتِ رسول ﷺ ہی ہے

Al-Qur'an 3:31

49۔ سلطان باہو، عقلِ بیدار، جھنگ العارفین پبلی کیشنز، ۲۰۱۵ء، ص:۱۶۰

Sulṭān Bāhū, 'Aql-e-Bedar, Jhang, Al-'Arifeen Publication, 2015, p.160

50۔ سلطان باہو، کلید التوحید (کلاں)، ص۱۹۹

Sulṭān Bāhū, Kaleed-ul-Tawḥeed, p.199

51۔ سلطان باہو، کلید التوحید (کلاں)، ص۹۶

Sulṭān Bāhū, Kaleed-ul-Tawḥeed, p.96

52۔ سلطان باہو، محک الفقر (کلاں)، ص۴۳۴

اسی پر بندہ عارف باللہ کی صورت میں انسانِ کامل بن جاتا ہے۔

ڈاکٹر محمد اقبالؒ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اطاعت و عشق کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں محبوب تر ہونے پر یقین رکھتے ہیں۔ یہی انسانِ کامل کے لیے اہم منزل ہے۔ اُن کی فکر قرآن کریم کے اس حکم کے عین مطابق ثابت ہوتی ہے:

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ[53]"

آپ فرمادیں اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو۔ تمہیں اللہ اپنا محبوب تر بندہ بنالے۔"

اسی حکم کے تحت ڈاکٹر محمد اقبالؒ نے لکھا ہے:

عاشقی محکم شو از تقلید یار　　　تا کمند تو شود یزداں شکار [54]

"اگر تو عاشق ہے تو آپ ﷺ کی اطاعت کر اور اس پر مضبوط ہو جا تاکہ تیرا جال خدا کا شکار کرنے والا بن جائے۔"

در دل مسلم مقام مصطفیٰؐ است　　　آبروئے ماز نام مصطفیٰ است [55]

"دل محمد مصطفیٰؐ کے عشق سے قوی و مضبوط ہوتا ہے اور عاشق و محب کے بدن کی خاک ثریا کے مقام تک عروج پاسکتی ہے۔"

ڈاکٹر محمد اقبالؒ نے اپنے اس عقیدہ کا اظہار اپنے ایک مکتوب میں کیا ہے:

"میرا عقیدہ ہے کہ نبی کریمؐ زندہ ہیں اور اس زمانے کے لوگ بھی ان کی صحبت سے مستفیض ہو سکتے ہیں جس طرح صحابہ کرامؓ ہوا کرتے تھے۔ لیکن اس زمانے میں تو اس قسم کے عقائد کا اظہار بھی اکثر دماغوں کو ناگوار ہو گا، اس واسطے خاموش رہتا ہوں۔"[56]

Sulṭān Bāhū, Maḥak-ul-Faqar, p.434

53۔ آل عمران ۳:۳۱

Al-Qur’an 3:31

54۔ ڈاکٹر محمد اقبال، کلیات اقبال (فارسی)، اسرارِ خودی، ص:۴۷

Muhammad Iqbal, Dr., Kulyāt-e-Iqbal (Farsi), Asrar-e-Bekhudi, p.47

55۔ ایضاً، ص:۴۲

Ibid, p.42

56۔ محمد اقبال، ڈاکٹر، اقبال نامہ مجموعہ مکاتیبِ اقبال، مترتب: شیخ عطاء اللہ، لاہور، اقبال اکادمی پاکستان، ۲۰۱۲ء، حصہ دوم، مکتوب: ۴۰۲، ص:۵۸۲

گویا ڈاکٹر محمد اقبالؒ انسانِ کامل کی مجلسِ محمدیؐ میں دائمی حاضری پر یقین رکھتے تھے جس کا انکشاف صوفیہ عظام خصوصاً سلطان باھوؒ نے کیا ہے۔

مطلب یہ کہ ڈاکٹر محمد اقبالؒ اس فکر پر قائم ہیں اللہ ورسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے ساتھ اطاعت ہی ایک طالبِ حق کو اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ہر وقت منسلک رکھتی ہے اور اطاعتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ایسی کمند ثابت ہوتی ہے کہ بندہ حق تعالیٰ کا مقرب بندہ بن جاتا ہے اور وہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے فیضان حاصل کرنے کے قابل ہو جاتا ہے۔ اس کا مقام ثریا سے بلند ہو جاتا ہے۔

نیابتِ الٰہی

سلطان باھوؒ کے افکار سے یہ احوال عیاں ہیں کہ جب ایک انسان اسلام کے ایمانیات، اعتقادات و افکار و اعمال اپنا کر انسانِ کامل کے مقام پر فائز ہو جاتا ہے تو وہ بطور شیخ کامل، مردِ مؤمن اور انسانِ کامل خود بھی کامل اعمال بجا لانے اور اپنے حلقۂ اثر میں آنے والے افراد کو رشد و ہدایت دینے کے لیے اہل ہو جاتا ہے۔ اس کی دعوت و تبلیغ اور ارشاد و تلقین میں حق تعالیٰ کے اذن و کرم سے بے پناہ تاثیرات کا اظہار ہوتا ہے۔ اس کی صحبت و مجلس میں بیٹھنے والے جہالت سے علم، بے یقینی سے یقینِ کامل، گمراہی و ضلالت سے نکل کر راہِ حق پر استقامت پذیر ہو جاتے ہیں یعنی اس کی مجلس میں بیٹھنے والے بدبختی سے نکل کر ہدایت پا جاتے ہیں۔ جیسا کہ حدیث میں آیا ہے:

”هُمُ القُومُ لَا يَشْقِىْ بِهِمْ جَلِيسُهُمْ“[57]

”وہ (کامل انسان) ایسی جماعت ہیں اُن کی مجلس میں بیٹھنے والا بدبختی سے نکل جاتا ہے۔“

سلطان باھوؒ ایسے پیر کامل، شیخ کامل اور انسان کامل، صاحب نظر کی تاثیر کے متعلق لکھتے ہیں:

”اگر صاحبِ نظر از توجه رازِ اِلا الله جانبِ جاہل نظر کندز نظرِ صاحبِ نظر علمِ ظاہری آنرا واضح شود مثل حضرت خضر علیه السلام اگر صاحبِ نظر جانبِ اہل دنیا نظر کند بر دلِ اُو خوفِ الٰہی و حساب روزِ قیامت چنان پیدا شود که یک بارگی دنیا ترک دہد و در فقر قدم نہد در تمام عمر فقرِ محمدی ﷺ اختیار کند یکے از واصلانِ حق گردد“[58]

Muhammad Iqbal, Dr., Iqbal Nāmah, Majmoa, Mutratib: Sheikh Attah Ullah, Lahore, Iqbal Academy Pakistan, 2012, Part II, Maktoob: 402, p.582

57۔ الذھبی، محمد بن احمد، المستدرک علی الصحیحین، ریاض، السعودیہ، مکتبۃ المعارف، طبع اول، ج:۱، ص:۵۴۴

Al-Dhahabi, Muḥammad bin Aḥmad, Al-Mustadrak Ala-al-Ṣaḥiḥain, Mustadrak, Riyaz, al-Saudia, Maktaba al-Maarif, Taba’ First, Vol.1, p.544

"اگر صاحبِ نظر رازِ الا اللہ کی نظر سے کسی کی طرف دیکھ لے تو اس پر مثل حضرت خضر علیہ السلام علم ظاہر واضح ہو جائے۔ اگر صاحبِ نظر اہل دنیا کی طرف نظر کر دے تو ان کے دل میں اس قدر خوفِ الٰہی اور خوفِ روزِ حساب (قیامت) پیدا ہو جائے کہ وہ یک دم ترک دنیا کر کے میدانِ فقر میں قدم جمالیں اور ہمیشہ کے لیے فقرِ محمدی اختیار کر کے میدانِ فقر میں قدم جمالیں اور ہمیشہ کے لیے فقرِ محمدی ﷺ اختیار کر کے واصل بحق ہو جائیں۔"

کامل وہ ہے جو ہر مرتبہ آیاتِ قرآن کے علم سے کھول دے اور معرفت و وصال (قرب) کا مشاہدہ بھی قرآن سے کرا دے۔ یہ مراتب حق ہیں جب حق سر تا پا وجود کو اپنی گرفت میں لیتا ہے تو وجود سے باطل کا نام و نشان مٹ جاتا ہے۔"[59]

بطور شیخ کامل (انسانِ کامل) کی مثال کے طور پر سلطان باہوؒ اپنی روحانی تاثیرات کی مثال دیتے ہیں جو طالبان حق پر ظاہر ہوتی رہیں:

باہو بہر از خدا وحدت نما می برد حاضر ترا با مصطفی ﷺ[60]

"یہ فقیر باہو محض رضائے الٰہی کی خاطر وحدتِ حق کی طرف راہنمائی کرتا ہے اور طالبانِ حق کو بارگاہِ مصطفیٰ ﷺ میں پہنچاتا ہے۔" ان کے نزدیک دنیا میں اگر علم و علمائے عامل و فقرائے کامل نہ ہوتے تو دنیا میں شیطنت کی تاریکی پھیل جاتی۔ بچے کھیل کود میں نوجوان تکبر و مستی ہوا میں اور بوڑھے غیبت و یاوہ گوئی میں گزار دیتے اور ہرگز باز نہ رہتے۔"[61] ڈاکٹر محمد اقبالؒ کے نزدیک جب ایک مردِ مسلمان تکمیلِ انسانیت کے مراحل طے کر لیتا ہے۔ تو وہ مردِ کامل، مؤمنِ کامل کے طور پر زمین پر نائب حق تعالیٰ بن کر زندہ رہتا ہے۔ اس کے نفس سے اپنی ذات کے لیے کینہ و بغض، حسد و عناد اور ریاء و تکبر جیسی صفات نابود ہو جاتی ہیں۔ خلقِ خدا کی اصلاح و فلاح کا تاج اس کے سر پر سجایا جاتا ہے۔ وہ خدا کا نائب بن کر دنیا کی روح اور اس کا وجود اسمِ اعظم کا سایہ بن جاتا ہے۔ اسے ہر شے کے

58۔ سلطان باہو، محک الفقر (کلاں)، ص:۳۰۸
Sulṭān Bāhū, Maḥak-ul-Faqr (Kalan), p.308

59۔ سلطان باہو، کلید التوحید (کلاں)، ص:۳۷۴
Sulṭān Bāhū, Kaleed-ul-Tawḥeed (Kalan), p.374

60۔ ایضاً، ص:۵۶
Ibid, p.56

61۔ سلطان باہو، عین الفقر، ص:۳۸۶
Sulṭān Bāhū, Ain-ul-Faqr, p.386

بھید سے واقف کر کے دنیا میں اللہ کی طرف سے مامور کیا جاتا ہے۔

گر شتر بانی جہا نبانی کنی زیبِ سر تاجِ سلیمانی کنی

تا جہاں باشد جہاں آرا شوی تاجدارِ ملک لا یبلیٰ شوی[62]

"اگر تو نفس امارہ کے شتربان کو قابو کر لے تو دنیا کی حکومت اور تاجِ سلیمانی تیرے سر سجایا جائے گا۔" "جب تک دنیا قائم ہے تو اس کو سجانے والا رہے گا۔ اس ملک کا سلطان بن کر رہے گا جس پر کبھی زوال نہ آئے گا۔" "خدا کا نائب دنیا کی روح کی مثل ہے اس کا وجود اسم اعظم کی ظل ہے۔" "وہ اس کائنات کے تمام بھیدوں کو جان لیتا ہے اور دنیا میں حق تعالیٰ کی طرف سے مامور ہوتا ہے۔"[63]

ڈاکٹر محمد اقبالؒ کے نزدیک انبیاء علیہم السلام میں موسیٰ کلیم اللہؑ، ابراہیم خلیل اللہؑ اور محمد رسول اللہ علیہم الصلوٰۃ والسلام انسانِ کامل کی مثالیں ہیں جن سے کائنات کے اہل دل کو ایک نئی حیات ملی تھی۔

او کلیم او مسیح و او خلیل او محمد، او کتاب، او جبریل

آفتاب کائناتِ اہل دل از شعاعِ او حیاتِ اہل دل[64]

"وہ (مرد حق) ہی کلیم اللہؑ، مسیحؑ اور خلیلؑ ہے، وہ محمدؐ، وہ کتاب (قرآن مجید) ہے، اور وہی جبریل۔" "وہ اہل دل کائنات سورج (انبیاء و مردانِ حق) بہترین مثالیں ہیں۔ اس کی شعاعوں سے اہل دل کی حیات ہے۔"

وہ کبھی محراب و منبر سے دستورِ دین کی گتھیاں سلجھاتا ہے اور کبھی میدانِ کارزار میں مولا علیؓ کی صورت میں خیبر کا فاتح ہوتا ہے۔

کبھی سرمایہ محراب و منبر کبھی مولا علی خیبر شکن ہے عشق[65]

اولیاء اللہ میں انسانِ کامل، مردانِ کامل کی مثالیں سید علی بن عثمان ہجویریؒ اور خواجہ معین الدین اجمیریؒ

62۔ ڈاکٹر محمد اقبال، کلیات اقبال (فارسی)، اسرارِ خودی، ص:۷۸
Muhammad Iqbal, Dr., Kulyāt-e-Iqbal (Farsi), Asrar-e-Bekhudi, p.78

63۔ ایضاً، ص:۷۸
Ibid, p.78

64۔ ڈاکٹر محمد اقبال، کلیات اقبال (فارسی)، جاوید نامہ، ص:۸۷۸
Muhammad Iqbal, Dr., Kulyāt-e-Iqbal (Fārsi), Jāvaid Nāmah, p.878

65۔ ڈاکٹر محمد اقبال، کلیات اقبال (اردو)، بالِ جبریل، ص:۴۶۷

کی ہیں جنہوں نے کٹھن راہیں عبور کر ہندوستان میں تخمِ توحید کی آبیاری کی اور ہندوستان کے باسیوں کو نورِ توحید سے تاباں کر دیا۔

عہدِ فاروق از جمالش تازہ شد حق ز حرفِ او بلند آوازہ شد

خاک پنجاب از دم او زندہ گشت صبح ما از مہر او تابندہ گشت [66]

"ان کے خیال سے عمر فاروق کے جمال کی یاد تازہ ہوئی اور ان کی تبلیغ سے ہند میں دینِ حق کا شہرہ ہو گیا۔"

"پنجاب کی زمین ان کے دم سے زندہ ہوگئی۔ ہماری صبح ان کے آفتاب سے منور ہو گئی۔"

مطلب یہ کہ جب ایک بندہ اسلام اور ایمان، عقائد و افکار اور اعمال کی کسوٹی پر پورا اتر جاتا ہے وہ زمین پر بطور نائبِ حق اپنی خدمات سر انجام دینے کے قابل ہو جاتا ہے۔ وہ دنیا میں حق تعالیٰ کا ترجمان ہوتا ہے اس کی صحبت، تربیت اور توجہ ہدایت کا ذریعہ ہوتی ہے۔ وہ زمین پر انبیاء و رسل میں موسیٰ کلیم اللہ، عیسیٰ، ابراہیم خلیل اللہ (علیہم السلام) کے طریقہ پر زندہ رہتا ہے۔ صحابہ کرامؓ میں علی المرتضیٰ اور فاروقِ اعظم (رضی اللہ عنھم) اور اولیاء اللہ میں سید علی بن عثمان ہجویری اور دیگر مردانِ حق کی صورت میں لوگوں کے اصلاحِ احوال کرتا رہتا ہے۔

حاصل کلام

سلطان باھوؒ (م1692ء) اور شاعر مشرق ڈاکٹر محمد اقبال (م1938ء) کے نزدیک انسان کے انسان کامل کے مرتبہ تک پہنچنے کے لیے توحید و رسالت پر ایمان، اسلامی افکار اور اعتقادات پر یقین محکم رکھ کر اسلام کے ارکان اسلام اوامر و نواہی اور اخلاقیات کا بجالانا لازم و ضروری ہے۔ سلطان باھوؒ کے مطابق کلمہ طیبہ کی صورت میں توحید و رسالت کا اقرار و تکرار بہت جلد معرفتِ الٰہی تک لے جاتا ہے رسالت کا اقرار ایمان کی سلامتی ہے۔ڈاکٹر محمد اقبالؒ کے مطابق توحید پر ایمان لائے بغیر کوئی انسان اس جہانِ کارزار کے طوفانوں سے صحیح و سلامت نہیں گزر سکتا جبکہ توحید پر پختہ ایمان و یقین رکھ کر بندہ برق رفتاری سے قربِ خدا کے درجات طے کر جاتا ہے اسی سے قوت عمل میسر آتی ہے۔ ڈاکٹر محمد اقبال اور سلطان باھوؒ ختم نبوت پر غیر متزلزل ایمان رکھنے کے حامی ہیں۔ ڈاکٹر محمد اقبالؒ کے مطابق ارکانِ اسلام ایک انسان کو پاکیزہ مطہر کر کے شاہراہِ کمال پر لا کھڑا کرتے ہیں جبکہ سلطان باھوؒ کے نزدیک پانچ ارکان

Muhammad Iqbal, Dr. Kulyāt-e-Iqbal (Urdu), Bāl-e-Jibrael, p.467

66۔ ڈاکٹر محمد اقبال، کلیات اقبال (فارسی)، اسرارِ خودی، ص:۹۱

Muhammad Iqbal, Dr. Kulyāt-e-Iqbal (Farsi), Asrār-e-Bekhudi, p.91

اسلام راہِ کمال پر چلنے والے ایک مردِ مؤمن کے لیے پانچ رحمت و معرفت کے خزانے ہیں۔

سلطان باہوؒ کے نزدیک علم وہی معتبر ہے جس کے ساتھ عمل و عشق ہو، ایسا علم بندہ کو مردِ کامل، مؤمن کامل کے مرتبہ تک لے جاتا ہے۔ڈاکٹر محمد اقبالؒ کے مطابق علم و عمل "عشق و فقر، عقل و خرد" کی پاکیزگی کرنے والے ہیں علم و عمل کے ارتباط سے بندہ انسان کامل کے مقام کی طرف بڑھتا جاتا ہے فقر و عشق ہمیشہ بندگانِ خدا کے شامل حال رہا ہے۔ڈاکٹر محمد اقبالؒ کے ہاں ذکرِ حق کے لیے قلب کے لحاظ سے تخلیہ نہایت مفید ہے۔ڈاکٹر محمد اقبالؒ قلب پر اسم ذات اللہ رقم کر کے تصور کے ساتھ ذکر کے حامی ہیں۔سلطان باہوؒ کے نزدیک سب سے افضل و پُر تاثیر ذکر چشم و قلب پر تصور کے ساتھ اسم ذات اللہ رقم کرنا ہے اور پھر تصور اسم ذات اللہ کے ساتھ ذکر خفی کرنا ہے۔ اس ذکر سے بہت جلد انسان کامل کی منازل طے ہو جاتی ہیں۔ دونوں شخصیات کے نزدیک اطاعتِ رسول صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اور جہاد بالنفس کے کارزار میں ثابت قدم رہ کر مقامِ احسان پر فائز ہونا ایک بلند مقام ہے اس کے بعد نیابتِ الٰہی کا درجہ حاصل ہو جاتا ہے اس مقام پر بندہ رہبر کامل بن کر مخلوق خدا کے لیے ایمان و یقین، صدق و اخلاص، علم و عمل، تقویٰ و طہارت، رفق و نرمی، جود و عطا، صبر و شکر اور تسلیم و رضا کے لحاظ سے فیض رساں بن جاتا ہے۔اس کی مجلس و تربیت اور توجہ سے ہر سطح کے انسانوں کو فائدہ پہنچتا ہے اور اس میں کسی قسم کے خصائل بد نہیں رہتے۔ ایک انسان سے مؤمن کامل یا انسانِ کامل تک جانے کا طریقہ ڈاکٹر محمد اقبالؒ اور سلطان باہوؒ نے اپنی اپنی تصنیفات میں تفصیل سے بیان کیا ہے۔ البتہ سلطان باہوؒ نے اپنے پیچھے طریقتِ قادریہ میں ایک نیا سلسلہ سروریہ قادریہ چھوڑا ہے۔اس سلسلہ کے ساتھ آج بھی لاکھوں لوگ وابستہ ہیں۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License